111 Lahb Makky Verses 5

# سورۂ لھب

مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ اس میں (۵) آیتیں ہیں

**ماقبل سے ربط** اس سورت کا ربط ماقبل سورت سے اس طرح ہے کہ سورت ماقبل میں ان لوگوں کا ذکر فرمایا گیا تھا جو دینِ اسلام میں داخل ہوتے جا رہے تھے۔ اس سورت میں اُن لوگوں کا بیان ہے جنھوں نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ حضور ہادی اسلام علیہ الف الف تحیۃ وسلام کے درپے آزار رہے اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ دین اسلام کو قبول کرنے والوں کی کیا شان ہے وہ قرآن کریم میں جابجا مذکور ہے۔ اور اسلام سے روگردانی کرنے والوں کا انجام اس سورے میں بیان فرمایا جا رہا ہے۔ پس مناسبت ظاہر ہے۔ نیز یہ کہ سارا قرآن وعدوں اور وعیدوں سے بھرا ہوا ہے۔ سورۂ ماقبل میں وعدہ دیا جانے والوں کا بیان تھا اور اس سورے میں اہل وعید کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ اور حقیقت پوچھیے تو اہل حق کے لئے دونوں صورتوں میں سامانِ مسرت ہے۔

اہل اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے تو یہ امر موجب مسرت ہے۔ اسی طرح اہل باطل کو ڈرسنایا
جارہا ہے تو یہ امر بھی باعث تسلی و اطمینان ہے۔

**دوسری وجہ مناسبت** ۲۔ امام فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں
یا یوں سمجھو کہ سورۂ ماقبل (سورۂ کافرون) کے آخر میں ارشاد ہوا تھا:۔ لکم
دینکم ولی دین۔ (اے کافرو!) تمھارے لئے تمھارا بدلا اور میرے لئے میرا بدلا"
تو گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عرض کیا:۔ الٰھی فما جزائی۔ بار الٰہا!
پھر میرے لئے کیا بدلا مقرر فرمایا گیا ہے؟ تو سورۂ نصر نازل فرمایا گیا، گویا جواب میں ارشاد
الٰہی ہوا:۔ لك النصر والفتح ۔آپ کے لئے نصرت الٰہی اور فتح مبین ہے"
اسی طرح دوسرا معروضہ گویا یوں کیا گیا:۔ فما جزاء عمیّ الذی دعانی الی
عبادۃ الاصنام۔ میرے چچا (ابولہب) کے لئے کیا جزا مقرر ہے جس نے بتوں کی
پرستش کی مجھے دعوت دی؟ تو ارشاد ہوا:۔ تبت ید آ ابی لھب۔ ابولہب کے
دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ یعنی ابولہب ہلاک و برباد ہو جائے"

**تیسری وجہ مناسبت** ۳۔ دوسری توجیہ امام رازی نے یوں فرمائی ہے کہ
گویا آپ نے یوں التجا فرمائی:۔ الٰہی! فما جزآء المطیع۔ جو بندہ آپ کے حکم کی
تعمیل کرے اور مطیع و فرماں بردار بنا رہے اُس کے لئے کیا جزا مقرر فرمائی گئی ہے؟ تو

جواب ملا :- نصر اللّٰہ و الفتح۔ اللہ سبحانہ کی مدد اور فتح۔ پھر عرض کیا گیا :-

فما جزاء العاصی۔ اچھا تو نافرمان کی جزا کیا ہے؟ تو ارشاد ہوا :- الخسار فی الدنیا والعقاب فی العقبیٰ۔ دنیا میں نقصان اور گھاٹا۔ اور عقبیٰ میں عذاب وعقاب۔" جیسا کہ سورۂ لہب کے خلاصہ مضمون سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

**سورۂ تبت کی اہمیت** اس سورے کا نام سورۂ لہب کے علاوہ سورۂ ابی لھب سورۂ تبت اور سورۂ مسد بھی ہے۔ اس سے اس سورت کی اہمیت ظاہر ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے"

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّ تَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ۝

ٹوٹ جائیں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہو جائے وہ خود بھی کام نہ آیا اس کو اس کا مال اور نہ وہ سب کچھ جو اس نے کمایا"

**شان نزول** حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :- لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین ورھطک منھم المخلصین خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد الصفا فھتف یا صباحاہ فاجتمعوا الیہ فقال ارأیتکم لو اخبرتکم ان خیلا تخرج بصفح ھذا الجبل اکنتم

مصدقی قالوا ما جربنا علیک کذبا قال فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید فقال ابولھب تباً لک انما جمعتنا لھذا ثم قام فنزلت ھذہ السورۃ تبت یدا ابی لھب وتب۔ (سعید بن منصور، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم، بیہقی) جب (سورۃ شعراء کی) آیۂ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی (جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ اپنے قبیلے کے قریب ترین لوگوں کو ڈرائیے۔ اور اپنی مخلص جماعت کو آگاہ فرمائیے کہ اگر خدا کے احکام نہ مانوگے اور اس کے رسول کا اتباع نہ کروگے تو تمھیں عذاب شدید سے دوچار ہونا پڑے گا)۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے اور کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ پھر آواز دی یا صباحاہ۔ (صبحدم کوئی امر عظیم درپیش ہو تو ایسے موقع پر یہ آواز دی جاتی ہے) اس کو سُن کر سب لوگ آپ کے پاس جمع ہوگئے اس موقع پر آپ نے فرمایا تمھارا کیا خیال ہے اگر تمھیں اطلاع دوں کہ اس پہاڑی کے پاس غنیم کی فوج آپہنچی ہے کیا تم میری اس بات کو مان لوگے اور اس کی تصدیق کروگے؟ تو سبھوں نے متفق اللفظ کہا کہ ہم ضرور اس کو سچ جانیں گے اور اس کی تصدیق دل وجان سے کریں گے کیونکہ) کبھی بھی کوئی غلط بات ہم نے آپ سے نہیں سُنی۔ اس پر ارشاد فرمایا۔ پھر تو میں تم کو عذاب شدید سے ڈراتا اور آگاہ

کرتا ہوں"۔ یعنی اگر خدا و رسول کے احکام کو نہ مانو گے۔ یہ سنتے ہی مجمع میں سے ابولہب نے کہا: تمھاری تباہی ہو کیا تم نے سب کو اسی مطلب کے لئے یہاں جمع کیا تھا؟ یہ کہہ کر وہ مجمع سے برخاست کر گیا۔ اس وقت سورۂ تبّت نازل ہوا۔"

**ابولہب کا تعارف** ابولہب کا نام عبدالعزّیٰ بن عبدالمطلب تھا۔ رخسار اور چہرہ بہت سرخ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے ابولہب کنیت قرار دی تھی۔ دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آگ کے شعلے رخساروں کے اندر سے بلند ہو رہے ہیں۔ رنگ روپ اور چمک دمک کی بنا پر یہ کنیت قرار پائی تھی۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں:۔ انما سمی ابا لهب من حسنه۔ (ابن ابی حاتم) عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب کا نام محض اس کی خوبصورتی اور حسن کی وجہ سے ابولہب رکھا گیا"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ترین رشتہ بھی تھا یعنی حقیقی چچا۔ مگر وائے بدنصیبی کہ حضور اقدس کے ساتھ مفت کی مخالفت اور عداوت نے یہ رنگ دکھایا کہ وہی کنیت جو لقب کے طور پر استعمال ہوتی تھی (کیونکہ لہب نامی کوئی لڑکا نہ تھا جس کی بنا پر ابولہب کنیت ہوتی۔ ابولہب کے تین بیٹے عتبہ، عتیبہ اور معتب تھے۔ اس اعتبار سے اس کی کنیت ابو عتبہ قرار پائی تھی۔ بعض دفعہ لوگ اس کنیت سے یاد بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ آگے آرہا ہے) اللہ سبحانہ نے بھی نام و نسب کو چھوڑ کر اسی لقب سے یاد فرمایا۔ لہب کہتے ہیں

آگ کے شعلے کو۔ آئندہ چل کر قیامت تک کے لئے عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب کا لقب ابولہب قرار پاگیا۔ لقب قرار دیا گیا تھا کنایہ کے طور پر۔ مگر سورۂ ہذا کے نازل ہونے کے بعد سے کنایہ مذکورہ حقیقت بن گیا۔ اب اس کے معنی یہ قرار پاگئے۔ "آگ کے شعلوں میں لپٹا ہوا" اسی وجہ سے شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ کے احکام یہ ہیں کہ انسان کا نام اچھا رکھنا چاہیے۔ ایسا نام نہ ہو جس میں اشارے کنائے کے طور پر بھی برائی کا تصور آسکے۔

**ابولہب کی دشمنی** حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ـ ماکان ابولھب الّا من کفار قریش ماھو حتی خرج من الشعب حین تمالأت قریش حتی حصرونا فی الشعب وظاھرھم فلما خرج ابولھب من الشعب لقی ھند ابنۃ عتبۃ بن ربیعہ حین فارق قومہ فقال یا ابنۃ عتبۃ ھل نصرت اللات والعزّیٰ قالت نعم فجزاک اللہ خیرا یا ابا عتبۃ قال انّ محمّدا یعدنا اشیاء لا نراھا کائنۃ یزعم انّھا کائنۃ بعد الموت فماذا وضع فی یدی ثمّ نفخ فی یدیہ ثم قال تبّاً لکما ما اری فیکما شیئا مما یقول محمد فنزلت تبت یدا ابی لھب۔ قال ابن عباس فحصرنا فی الشعب ثلاث سنین وقطعوا عنا المیرۃ حتی انّ الرجل

ليخرج منّا بالنفقة فما يبايع حتّى يرجع حتّى هلك فينا من هلك -

(ابونعیم) ابولہب کی حقیقت کیا ہے؟ (کچھ معلوم بھی ہے) وہ کفار قریش میں شامل تھا۔ جس وقت قریش نے برافروختہ ہو کر شعب ابی طالب میں ہم تمام بنی ہاشم کو محصور کر دیا تھا (تو ابولہب بھی بنی ہاشم سے ہونے کی وجہ سے محصور ہو گیا) پھر (وہ کفار کا ہم خیال ہو کر) شعب سے نکل گیا اور کافروں کی پشت پناہ بن گیا۔ جب وہ اپنی قوم بنی ہاشم کو چھوڑ کر شعب ابی طالب سے باہر آیا تو اس کی ملاقات مشہور کافر عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہند نامی سے ہوئی۔ اس نے ہند بنت عتبہ سے پوچھا کیا لات و عزیٰ نے تم لوگوں کی کچھ مدد کی؟ تو اس نے کہا ہاں مدد کی۔ پھر ابولہب سے مخاطب ہو کر کہنے لگی ابو عتبہ! (تم نے بنی ہاشم کا جو ساتھ چھوڑ دیا بہت اچھا ہوا) خدا تم کو جزائے خیر دے۔ (اب) ابولہب کہنے لگا کہ محمد ہم سے صرف وعدے کرتے ہیں لیکن وہ پورے ہوتے نظر نہیں آتے۔ ان کا زعم ہے کہ وہ مرنے کے بعد پورے ہوں گے میرے ہاتھوں میں انھوں نے کیا چیز رکھی؟ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو پھونک کر کہا اے دونوں ہاتھ! تمھاری ہلاکی و بربادی ہو کہ محمد جو کچھ کہتے ہیں ان میں سے ایک چیز بھی تو تم میں دکھائی نہیں دیتا۔ اس وقت (اس کے کہنے کے مطابق) آیہ کریمہ تبت يدا ابي لهب نازل ہوئی۔ (کہ حقیقت میں) ابولہب کے دونوں ہاتھ

تباہ و برباد ہو گئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم تمام بنی ہاشم شعب ابی طالب
میں تین سال تک محصور رہے کافروں نے ہمارا دانہ پانی روک دیا۔ نوبت یہاں تک
پہنچی کہ ہمارا ایک ایک شخص کچھ پیسے لے کر نکلتا کہ ان سے خورد و نوش کی کچھ چیزیں
خرید لائے تو کوئی بھی اس سے کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کرتا۔ یہاں تک کہ وہ بیچارا
خالی ہاتھ واپس آجاتا۔ اس عدم تعاون کے زمانہ میں ہمارے کئی آدمی لقمۂ اجل
بن گئے" ایک روایت میں یہ بھی ہے :۔ اخذ بیدہ حجرا لیرمی بھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابولہب نے اپنے ہاتھوں میں پتھر جمع
کر لئے تھے تاکہ ان کو آپ پر پھینکے"

**ابولہب کی عداوت کا ایک واقعہ**

حضرت طارق محاربیؓ فرماتے ہیں :۔ بینا انا
بسوق ذی المجاز اذا انا برجل حدیث السن
یقول ایھا الناس قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا و اذا رجل خلفہ یرمیہ
قد ادمی ساقیہ و عرقوبیہ و یقول یا ایھا الناس انہ کذاب فلا تصدقوہ
فقالوا ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم یزعم انہ نبی وھذا عمہ ابولھب یزعم
انہ کذاب۔ (روح المعانی) ایک وقت ہم بازار ذی المجاز میں تھے تنے میں ایک
نوجوان یہ کہتے جا رہے ہیں۔ لوگو! لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہو جاؤ تو نجات پاؤ گے۔

اور اسی اثنا میں ایک دوسرا شخص انکے پیچھے پیچھے آرہا ہے اور انکو پتھر مارتے جا رہا ہے جس سے آپکی پنڈلیاں اور ایڑیاں لہولہان ہوگئی ہیں اور وہ بھی کہے جا رہا ہے لوگو! یہ غلط کہتے ہیں لہذا تم انکی ہرگز تصدیق نہ کرنا۔ لوگ کہنے لگے جو آگے ہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اللہ ہیں۔ اور یہ آپ کا چچا ابولہب ہے۔ اس کا زعم یہ ہے کہ وہ غلط کہتے ہیں" اس روایت سے ظاہر ہے کہ ابولہب ابتدا ہی سے آپ کا مخالف اور جانی دشمن بنا ہوا تھا۔ نیز مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تبت یدا ابی لھب وتب ۔ میں خود ابولہب کی ہلاکت و بربادی سے پہلے تبت یدا ابی لھب جو ارشاد ہو رہا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ جن ہاتھوں سے اس نے آپ پر پتھر اٹھائے اور چلائے خصوصیت کیساتھ ان کے ٹوٹ جانے اور ہلاک و برباد ہوجانے کا ذکر فرمایا گیا۔ یعنی اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ خود بھی ہلاک و برباد ہوجائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آگے اس کی تفصیل آرہی ہے۔

**مالہ وماکسب کی تفسیر** | مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ۔ نہ اس کا مال اسکے کچھ کام آسکا اور نہ اسکی کوئی کمائی" یہ تفسیر اس بنا پر ہے کہ پہلا کلمہ ما نافیہ اور دوسرا مصدریہ ہے۔ بعض مفسرین کرام نے پہلا استفہامیہ اور دوسرا موصولہ مراد لیا ہے اس اعتبار سے معنی یہ ہوں گے کہ اس کا مال اسکے کیا کام آیا اور جو کچھ اس نے کمایا تھا

وہ بھی اسکے کیا کام آسکا؟ دونوں تفسیروں کا مآل ایک ہی ہے کہ نہ اسکا مال کام آسکا اور
نہ اسکی کمائی کچھ کام آسکی۔ اسلئے ہم نے پہلی تفسیر ہی اختیار کی ہے۔ پھر مفسرین کرام نے مالہٗ سے
موروثی مال مراد لیا ہے جو اسکو اپنے والد ماجد حضرت عبدالمطلب سے وراثت میں ملا تھا۔
اور ماکسب سے اس کا مکسوبہ مال مراد لیا گیا ہے جسکو تجارت وغیرہ سے کمایا تھا۔ کہتے ہیں کہ
ابولہب بڑا مالدار شخص تھا۔ مویشی پال رکھے تھے جیسے جیسے انکی نسل بڑھتی جاتی تھی تو
اسکے تمول میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ اور ماکسب سے اسکی اولاد بھی مراد لی جاسکتی ہے۔
کیونکہ انسان کی اولاد بھی اس کے کسب ہی کا نتیجہ ہے۔ ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ
فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ انّ اطیب ما یأکل الرجل
من کسبہ وانّ ولدہ من کسبہ۔ (ابوداؤد شریف) سب سے پاکیزہ تر رزق جو انسان کھاتا
ہے یقیناً وہی ہے جو اسکے کسب سے حاصل ہوا ہو۔ اور اسکی اولاد بھی اسکے کسب کا نتیجہ ہے"
ابولہب کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے:۔ انّہ کان یقول ان کان ما یقول
ابن اخی حقّا فانا افتدی منہ نفسی بمالی وولدی۔ میرا بھتیجا جو کچھ کہتا ہے اگر
وہی حق ہے تو (وقت آن پڑنے پر) اپنے مال اور اپنی اولاد کا فدیہ دیکر اپنی جان چھڑا لونگا۔
وہ عمر بھر ایسا ہی کہتا رہا مگر جب وقت آیا تو جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ ما اغنیٰ
عنہ مالہ وما کسب۔ نہ اس کا مال ہی اسکے کام آسکا اور نہ اسکی اولاد ہی کچھ کام آسکی"

**ابولہب کی اولاد کا حال**

اوپر بتلایا گیا ہے کہ ابولہب کے تین بیٹے تھے۔ عتیبہ، عتبہ اور معتب۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدتنا ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد عتیبہ سے اور حضرت سیدتنا رقیہ رضی اللہ عنہا کا عقد عتبہ سے فرمادیا تھا۔ مگر جب سورۂ لہب نازل ہوا تو ابولہب نے طیش میں آکر اپنے دونوں بیٹوں سے کہا:۔ رأسی ورأسکما حرام ان لم تطلقا ابنتی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری صورت تمہارے لئے اور تمہاری صورت میرے لئے حرام ہے اگر تم دونوں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے" یہ سنکر دونوں نے طلاق دیدی۔ اور عتیبہ نے تو یہ غضب کیا جبکہ وہ اپنے باپ کیساتھ تجارت کی خاطر ملک شام کے سفر پر جارہا تھا۔ کہنے لگا۔ لآتین محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم) واوذینہ فاتاہ فقال یا محمد انی کافر بالنجم اذا ھوی وبالذی دنا فتدلی۔ ثم تفل تجاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وطلق ابنتہ ام کلثوم۔ فاغضبہ علیہ الصلاۃ والسلام بما قال وفعل۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس میں ضرور جاؤں گا اور ان کو ضرور ضرور ایذا پہنچاؤں گا۔ چنانچہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا۔ محمد! میں والنجم اذا ھوی اور دنا فتدلی وغیرہ کو نہیں مانتا یعنی

آپ کی معراج کا قائل نہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ) آپ کے سامنے تھوکا اور آپ کی صاحبزادی ام کلثومؓ کو طلاق دیدی۔ اس طرح اس نے اپنے قول وفعل سے آپ کو دکھ پہنچایا۔

**عتیبہ کے حق میں آپ کی بد دعا**

فقال صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھمّ سلّط علیہ کلبا من کلابك۔ وکان ابو طالب حاضرا فکرہ ذلك وقال لہ ما اغناك یا ابن اخی من ھذہ الدعوۃ۔ (عتیبہ کی اس درجہ گستاخی پر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ بار الہا! اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط فرمائیے؛ حضرت ابو طالب بھی اسوقت وہاں حاضر تھے ان کو یہ صورت حال سخت ناگوار گزری۔ عتیبہ سے مخاطب ہوکر فرمایا اے بھتیجے! اب تجھے اس بد دعا سے کون بچا سکتا ہے؟"

**عتیبہ کا انجام**

فرجع الی ابیہ ثم خرجوا الی الشام فنزلوا منزلا فاشرف الیھم راھب من دیر وقال لھم انّ ھذہ ارض مسبعۃ فقال ابو لھب اعینونی یا معشر قریش فی ھذہ اللیلۃ فانّی اخاف علی ابنی دعوۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فجمعوا اجمالھم واناخوھا حولھم خوفا من الاسد فجاء اسد یتشمم وجوھھم حتی اتا عتیبۃ فقتلہ۔

(روح المعانی) اس کے بعد عتیبہ اپنے باپ کے پاس چلا گیا (اور ساری سرگذشت سنادی) پھر یہ لوگ شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک منزل پر اتر گئے۔ وہاں ایک تارک الدنیا راہب اپنے گرجا گھر میں رہتا تھا اس نے بالاخانہ پر سے ان لوگوں کو پکار کر کہا کہ جس جگہ تم لوگ ٹھہرے ہو یہاں درندے بکثرت ہیں۔ ابولہب (یہ سنتے ہی پریشان ہو گیا اور) قافلہ والوں سے کہنے لگا۔ اے جماعت قریش! اس رات میں میری مدد کرو۔ کیونکہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بددعا کی وجہ سے اپنے بیٹے کی جان کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ یہ سنکر قافلہ والوں نے اپنے تمام اونٹ اکٹھے کر لئے اور شیر کے ڈر سے ان کو اپنے اطراف بٹھا دیا۔ (خدا کی قدرت کہ بڑی رات کو جبکہ یہ سب تھکے ماندے غفلت کی نیند سو رہے تھے) ایک شیر آیا اور ایک ایک کے منہ کے پاس آکر سونگھنے لگا تا آنکہ عتیبہ کے پاس پہنچا اور اس کو ہلاک کر دیا۔" اس واقعہ کو حضرت بیہقی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس سرہ نے بھی اپنی تفسیر مظہری میں اہل سیر کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ غرض عتیبہ کا یہ حشر ہوا۔ جو اپنے باپ کا لاڈلا اور طرف دار تھا۔

## ابولہب کی دوسری اولاد کا حال

ابولہب کے دو اور بیٹے عتبہ اور

معتب کی نسبت ارباب سیر اور علمائے رجال نے لکھا ہے :۔ وقد اسلما یوم الفتح وسر النبی صلی اللہ علیہ وسلم باسلامھما ودعا لھما وشھد احنینا والطائف۔ اور یہ دونوں فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہو گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے مسلمان ہو جانے سے بڑی مسرت ہوئی۔ آپ نے ان دونوں کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ چنانچہ یہ دونوں غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

**ابولہب کی دختر کا حال** ابولہب کی ایک دختر بھی تھیں جن کا نام دُرّہ بنت ابی لہب تھا۔ یہ فتح مکہ سے پیشتر ہی اسلام قبول کر چکی تھیں اور انھوں نے ہجرت بھی کی تھی۔ حضرات ابن عمر، ابوہریرہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے :۔ قدمت درۃ بنت ابی لھب مھاجرۃ فقال لھا نسوۃ انت درۃ بنت ابی لھب یقول اللہ تبت یدا ابی لھب۔ فذکرت ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فخطب فقال یا ایھا الناس مالی اوذی فی اھلی فواللہ ان شفاعتی لتنال بقرابتی۔ (ابن مردویہ) دُرّہ بنت ابی لہب ہجرت کر کے (مکہ سے مدینے) آئیں تو یہاں بعض عورتوں نے (ازراہ طعن) کہا کہ تم ابولہب کی بیٹی درہ ہو جس کے بارے میں اللہ پاک کا ارشاد ہے :۔

تبّت یدا ابی لھب۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں "۔ انھوں نے حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے اس کا تذکرہ کر دیا۔ اس پر آپ نے ایک خطبہ دیا اور اس میں فرمایا۔ لوگو یہ کیا بات ہے کہ میرے اہل خاندان کے باب میں مجھے ایذاء دی جا رہی ہے۔ یاد رکھو خدا گواہ ہے کہ میری شفاعت میرے اہل قرابت کو ضرور حاصل ہوگی "۔

**درہ بنت ابی لہب کا ایک اور واقعہ**

حضرت امام محمد باقر علی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں :۔ مرّت درّۃ ابنۃ ابی لھب برجل فقال ھذہ ابنۃ عدوّ اللّٰہ ابی لھب فاقبلت علیہ فقالت ذکر اللّٰہ ابی لنباھتہ وشرفہ وترک اباک لجھالتہ ثم ذکرت للنبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال لا یوذینّ مسلم بکافر۔ (ابن ابی الدنیا، ابن عساکر)

حضرت درّہ رضؓ بنت ابی لہب کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا۔ وہ طعن کے طور پر کہنے لگا کہ یہ اللہ کے دشمن ابولہب کی بیٹی ہے۔ وہ اس کو سنتے ہی اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے میرے باپ کی عالی نسبی اور شرافت خاندانی کی بنا پر قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمایا۔ اور تیرے باپ کا ذکر چھوڑ دیا اس بنا پر کہ وہ مجہول شخص تھا جسکو کوئی جانتا تک نہیں۔ پھر اس واقعہ کا

ذکر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ آپ کا ارشاد مبارک ہوا کسی مسلمان کو کسی کافر کی وجہ سے ایذا نہ پہنچائی جائے"۔

**تبت یدا ابی لہب کی دوسری تفسیر** | تفسیر روح المعانی میں تاویلات کے حوالہ سے لکھا ہے:۔ الید بمعنی النعمۃ وکان یحسن الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی قریش ویقول ان کان الامر لمحمد فلی عندہ ید وان کان لقریش فکذلک فاخبر انہ خسرت یدہ التی کانت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعنادہ لہ ویدہ التی عند قریش ایضا بخسران قریش ھلاکھم فی ید النبی علیہ الصلاۃ والسلام فھذا معنی تبت یدا ابی لھب

ید کے معنی نعمت اور احسان کے بھی ہیں۔ ابتدا میں ابولہب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (مال کے ذریعہ) حسن سلوک کیا کرتا تھا۔ اور قریش کے ساتھ بھی اس کا یہی وتیرہ تھا۔ اور کہا کرتا کہ اگر انجام کار محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے موافق مرام ہوگا تو ان کے ساتھ میرا یہ احسان کام آئے گا اور اگر کامیابی قریش کی ہوگی تو ان کے ساتھ بھی میرا یہی سلوک ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ ما اغنی عنہ مالہ وما کسب کے ذریعہ خبر دے دی کہ جو حسن سلوک اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا ہے آپ کے ساتھ بغض و عناد رکھنے کی وجہ سے

وہ ضائع ہوگیا۔ اور جو حسن سلوک اس نے قریش کے ساتھ کیا ہے وہ بھی ضائع گیا اس وجہ سے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے قریش پر ہلاکت و بربادی آئی۔ لہٰذا ارشاد باری تبت یدا ابي لهب کے یہ معنی ہیں کہ ابولہب کے دونوں احسانات باطل اور ضائع گئے" ما اغنى عنه ماله وما كسب۔ نہ اس کا مال اس کے کسی کام نہ آسکا اور نہ اس کی اولاد ہی اس کو بچا سکی۔ اولاد اس طرح ضائع ہوئی کہ عتیبہ شیر کا لقمہ بنا۔ اور ما بقی اولاد اس سے چھن گئی اس وجہ سے کہ وہ سب مسلمان ہو چکے تھے۔

**ابولہب کا انجام** رہا ابولہب خود۔ اس کا حشر یہ ہوا: هلك ابولهب نفسه بالعدسة بعد وقعة بدر لسبع ليال فاجتنبه اهله مخافة العدوى وكانت قريش تتقيها كالطاعون فبقي ثلاثا حتى انتن فلما خافوا العار استأجروا بعض السودان فاحتملوه ودفنوه وفي رواية حفروا له حفرة ودفعوه بعود حتى وقع فيها فقذفوه بالحجارة حتى واروه وفي اخرى انهم لم يحفروا له وانما اسندوه لحائط وقذفوا عليه الحجارة من خلفه حتى توارى فكان الامر كما اخبر به القرآن۔ (روح المعانی و روح البیان) اور خود ابولہب واقعہ بدر پر سات راتیں گزرنے کے بعد

ایک زہریلی پھنسیوں کی بیماری یا چیچک کی وبا سے ہلاک ہو گیا۔ (زمانہ بیماری میں)
اس کے گھر والے تک اس سے دور رہے کوئی نزدیک نہ آیا اس اندیشہ سے کہ اسکی
بیماری دوسروں کو نہ لگ جائے۔ قریش کی عادت تھی کہ لوگ جس طرح طاعون زدہ
کے پاس نہیں پھٹکتے ایسی بیماری والے کے پاس بھی نہیں آتے تھے۔ پھر تین دن تک اسکی
لاش یوں ہی بے گور وکفن پڑی رہی یہاں تک کہ سڑنے لگی۔ اب لوگوں کو اندیشہ
ہوا کہ غیر لوگ طعنہ دیں گے اس لئے چند حبشی غلاموں کو مزدوری پر بلا لیا۔ ان مزدوروں
نے اس کو اٹھا لے جا کر دفن کر دیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس کے لئے ایک گڑھا
کھودا گیا اور لکڑی سے اس میں ڈھکیل دیا گیا جب وہ اس میں جا پڑا تو اس پر پتھر ڈال کر
چھپا دیا گیا۔ اور ایک روایت یوں ہے کہ قبر یا گڑھا تک نہیں کھودا گیا۔ اسکو کسی
دیوار سے لگا دیا گیا اور اس کے پیچھے سے اس پر پتھر جما دئے گئے جن میں وہ چھپ گیا
بہر حال قرآن کریم نے جیسا پیشین گوئی کے طور پر فرمایا:۔ تبت یدا ابی لھب وتب
ما اغنی عنه ماله وما کسب۔ برباد گئے سارے اعمال ابولہب کے اور وہ خود بھی
برباد ہو گیا۔ نہ اس کا مال اس کے کچھ کام آسکا نہ اس کی اولاد۔" اس طرح وہ ناکام و
نامراد مر گیا۔ بعض مفسرین کرام نے ید کی تفسیر عمل سے فرمائی ہے کیونکہ اکثر اعمال
ہاتھوں کے ذریعہ ہی کئے جاتے ہیں۔ جب ہاتھ ہی برباد گئے تو اعمال بھی ضائع گئے۔

اس لئے یہاں ہم نے یدا ابی لھب کی تفسیر اس کے اعمال سے کی ہے۔ قرآن کریم نے کفار کے اعمال خیر کے بارے میں فرمایا ہے :۔ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباءً منثورا۔ اور ہم کفار کے اعمال کی طرف متوجہ ہوئے جو انھوں نے کئے تھے پھر ان کو ہم نے (خاک میں ملا دیا اور) اڑتے ہوئے غبار کی طرح کردیا جو اُف کہنے سے اُڑجاتا ہے ۔ اور ابو لہب کا یہ انجام دنیا کی حد تک تھا۔ آخرت میں اس کا کیا حشر ہوگا اس کی نسبت اس کے بعد ارشاد ہے :۔

سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ ۝ عنقریب پڑیگا آگ میں جو شعلے مارنے والی ہے ۔

**نارا ذات لھب کی تفسیر**

اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ لھب آگ کے شعلے کو کہتے ہیں چہرے کی چمک دمک کے لحاظ سے ابو لہب نام تھا۔ جب اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شدید ترین دشمنی برتنا شروع کی تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بھی اس کو اسی نام سے یاد فرمایا لیکن خوبصورتی اور چمک دمک کے اعتبار سے نہیں بلکہ انجام آخرت کے لحاظ سے کہ جیسا ابو لہب اس کا نام ہے وہ شعلہ زن آگ میں ہمیشہ کے لئے پڑا رہیگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :۔ بعثت ولی اربع عمومۃ فاما العباس فیکنی بابی الفضل ولولدہ الفضل الی

یوم القیامۃ امّا حمزۃ فیکنی بابی یعلیٰ فاعلی اللّٰہ قدرہ فی الدنیا والآخرۃ وامّا عبد العزیٰ فیکنیٰ بابی لھب فادخلہ اللّٰہ النار والھیھا علیہ وامّا عبد مناف فیکنی بابی طالب فالہ ولولدہ المطاولۃ والرفعۃ الی یوم القیامۃ۔ (ابن عساکر عن ابی سعید الخدری) میں مبعوث ہوا تو اس وقت میرے چار چچا تھے۔ (عباسؓ، حمزہؓ، عبد العزیٰ، عبد مناف) ان میں سے عباس کی کنیت ابو الفضل تھی اور ان کی اولاد کے لئے تاقیام قیامت فضیلت اور بزرگی ہے۔ (کم از کم یہ کہ تقریباً دو سو سال تک ان کی اولاد میں اسلامی خلافت رہی) رہے حمزہؓ ان کی کنیت ابو یعلیٰ تھی۔ اس کنیت کی مناسبت سے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں ان کا مرتبہ بلند فرمایا (غزوہ احد میں شہید ہوئے اور سید الشہداء ان کا لقب قرار پایا۔ شہداء کی فضیلت معلوم ہے پھر سید الشہداء کی کیسی فضیلت ہوگی اس کا اندازہ کر لیا جائے۔) رہا عبد العزیٰ اس کی کنیت ابو لہب تھی اسی مناسبت سے اللہ قادر توانا نے اس کو دوزخ میں ڈال دیا اور نار دوزخ کو اس پر خوب بھڑکایا۔ رہے عبد مناف جن کی کنیت ابو طالب تھی اسی مناسبت سے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے قیامت تک کے واسطے بڑی فضیلت اور سربلندی ہے۔"

وَامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ اور اس کی عورت جو لادی ہوی پھرتی ہے ایندھن" (جلانے کی لکڑیاں)۔

**حمالة الحطب کی تفسیر** اور (شعلے مارنے والی آگ میں) اس کی عورت بھی جا پڑے گی جو جلانے کی لکڑیاں یعنی ایندھن اٹھائے پھرا کرتی ہے" ابولہب کی زوجہ کا نام اُمِّ جمیل بنت حرب تھا۔ یہ ابوسفیان کی بہن ہوتی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس کو بھی اپنے شوہر کی طرح بڑی دشمنی تھی باوجودیکہ یہ قریش کے متمول گھرانے میں پیدا ہوئی تھی اور قریش کے ایک ذی ثروت شخص (ابولہب) کے ساتھ بیاہی گئی تھی مگر اس کی عداوت اور خبث کا یہ عالم تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس راستے سے روزانہ نمازوں کے لئے بیت اللہ شریف کو تشریف لے جاتے اس پر کانٹے بچھایا کرتی تاکہ آپ کو اور آپ کے اصحاب کو تکلیف پہنچا کرے۔ اور اس کے لئے یہ اہتمام کرتی کہ جنگل کو اندھیری راتوں میں جا کر خاردار درختوں کی شاخیں خود ہی اپنے ہاتھوں سے کاٹتی پھر ان کا گٹھا بنا کر اپنے سر پر اٹھا لاتی اور کبھی اس کا وزن زیادہ ہو جاتا تو اس کو اپنی پیٹھ پر لاد تی۔ گٹھے اٹھانے والوں کی جیسی عادت ہے کہ زیادہ وزنی چیز کو رسی سے باندھ کر رسی پیشانی پر لگا لیتے ہیں تاکہ حمالی میں سہولت ہو اور پشتارہ گرنے نہ پائے۔ ام جمیل بھی یہ سارے کام اپنی

ذات سے کرتی۔ اور اس طرح اپنے دل کی بھڑاس نکالتی۔ اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کے ساتھ کس درجہ اسکو دشمنی تھی؟۔

**ابولہب کی عورت بھی حضورؐ کی راہ میں کانٹے بچھاتی**

چنانچہ حضرت یزید بن زیدؓ فرماتے ہیں:۔ ان امرأۃ ابی لھب کانت تلقی فی طریق النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشوک فنزلت وامرأتہ حمالۃ الحطب۔ (ابن جریر)

ابولہب کی عورت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھی اس پر یہ آیہ کریمہ وامرأتہ حمالۃ الحطب نازل ہوئی کہ ابولہب کی عورت لکڑیوں کے گانٹھ اٹھائے اٹھائے پھرتی ہے۔" نیز حضرت ابن زیدؓ وامرأتہ حمالۃ الحطب کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ کانت تأتی باغصان الشوک فتطرحھا باللیل فی طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابن جریر)

ابولہب کی جورو خاردار درختوں کی شاخیں (کاٹ کر) لاتی پھر ان کو رات کی تاریکی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے میں بچھا دیتی تھی۔" اور حضرت عطیہ جدلیؓ کی روایت میں یہ بھی ہے:۔ کانت تضع العضاہ علی طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکانما یطأ بہ کثیبا۔ (ابن جریر)

وہ عورت حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ میں کانٹے بچھاتی (اور ان پر

کچھ مٹی ڈال دیتی) جس سے بظاہر آپ کو یہ معلوم ہو کہ آپ کسی ٹیلے پر سے گزر رہے ہیں"۔

**حمالة الحطب کی حضور کے ساتھ دشمنی**

حضرت یزید بن زید، جو حضرت مسروق کے شاگرد رشید ہیں اور ہمیشہ آپ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے فرمایا کرتے :-

لما نزلت تبت یدا ابی لھب بلغ امرأۃ ابی لھب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یھجوک قالت علی م یھجونی ھل رأیتمونی لما قال محمد احمل حطبا.... فمکثت ثم اتتہ فقالت ان ربک قلاک وودعک فانزل اللہ والضحیٰ واللیل اذا سجی ما ودعک ربک وما قلی۔ (ابن جریر) جب سورۂ لہب نازل ہوا (جس میں ابولہب کی عورت کے بارے میں تھا وامرأتہ حمالۃ الحطب) تو اسکی اطلاع ابولہب کی عورت کو یوں ملی کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری ہجو کر رہے ہیں تو کہنے لگی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس بنا پر میری ہجو کرتے ہیں کیا تم لوگوں نے کبھی مجھے اس حالت میں دیکھا ہے کہ میں لکڑیوں کے گٹھے اٹھاتی ہوں؟ اس پر چند روز ٹھہری رہی۔ پھر ایک دن آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تمھارے رب نے تمھیں چھوڑ دیا اور تم کو رخصت کر کے چلا گیا۔ (یہ اس بنا پر کہا کہ چند روز آپ کے پاس وحی نہیں آئی تھی۔ اور جبرئیل علیہ السلام بھی نہیں آئے تھے تو یوں کہنے لگی کہ میں چند دن سے دیکھ رہی ہوں کہ تمھارے پاس تمھارا شیطان نہیں آرہا ہے۔) اس وقت سورۂ والضحیٰ

نازل ہوا کہ تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چلا دیا اور نہ آپ سے ناراض ہوا" والضحیٰ کی تفسیر گزر چکی ہے دیکھ لی جائے۔

**دشمنی کی ایک اور حرکت** ابولہب نے جب اپنے بیٹوں سے حضور کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دینے کے لئے کہا تھا تو اس کی عورت نے بھی اس کی تائید کی تھی۔ چنانچہ حضرت قتادہ فرماتے ہیں :— وقالت امهما بنت حرب بن امية وهي حمالة الحطب طلقاهما فانهما قد صبتا فطلقاهما۔ (طبرانی) (عتبہ وعتیبہ ابنائے ابولہب سے) ان کی ماں نے بھی جو حرب بن امیہ کی بیٹی تھی اور حمالۃ الحطب بھی وہی ہے کہنے لگی کہ تم دونوں ان دونوں کو طلاق دے دو کیونکہ یہ ہمارے آبائی دین سے پھر گئی ہیں۔ چنانچہ ماں باپ کے اکسانے پر ان دونوں بیٹوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دی" اور قسمت سے شرف دامادی جو بربنائے قرابت خاندانی ملا تھا اس سے محروم ہوگئے۔ یہ دونوں صاحبزادیاں علی نبینا وعلیہما الصلاۃ والسلام یکے بعد دیگرے حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیاہی گئیں اور اسی بنا پر سیدنا عثمان کو ذوالنورین کے لقب سراپا ادب سے یاد کیا جاتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ٥

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

**ایک اور گستاخی** یہی نہیں بلکہ ابولہب کی اس عورت نے ایک نظم تیار کی تھی جس کو گیت کے طور پر گایا کرتی اور ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر پڑھ سنانا چاہا۔ چنانچہ ایک روایت یوں ہے :۔ فیروی انھا لما سمعت السورۃ اتت ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد وبیدھا فھر فقالت بلغنی ان صاحبک ھجانی ولافعلن وافعلن وان کان شاعرا فانا مثلہ اقول ؎

مذمماً ابینا　　ودینہٗ قلینا　　وامرہٗ عصینا

بیان کیا جاتا ہے کہ اس عورت نے سورۂ لہب میں اپنی مذمت سُنی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی۔ اس وقت حضرت صدیق اکبرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد حرام میں حاضر تھے۔ اور کہنے لگی مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تمھارے صاحب نے میری ہجو کی ہے۔ میں بھی کروں گی اور ضرور کروں گی۔ اگر وہ شاعر ہیں تو میں بھی ان جیسی ہوں۔ میں یوں کہتی ہوں :۔

مذمت کئے ہوئے کے ہم منکر ہیں۔ اور ان کے دین سے ہم کو سخت عداوت ہے۔ ہم ان کی کوئی بات نہیں مانتے " شاید اس کے ایسا کہنے پر دوسرے کفار نے بھی ازراہِ عناد حضور اعلیٰ واکرم کو خاکم بدہن "مذمم" کہنا شروع کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے صحابہ کرام نے یہ صورت حال عرض کی تو ارشاد مبارک ہوا۔ وہ ایسا کہتے ہیں تو کہنے دو۔ وہ مذمّم (مذمت کئے ہوئے) کو بُرا کہتے ہیں۔ میں تو "محمد" ہوں یعنی حمد و ثنا کیا ہوا۔ ساری کائنات میں میری ثنا و صفت کی جاتی ہے۔ اللہ پاک نے میرے نام کو بھی کفار اشرار کے شر سے محفوظ رکھا ہے۔ وہ محمد کی نہیں بلکہ مذمّم کی ہجو کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ! خلق عظیم اس کو کہتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔

**ام جمیل کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا جانا**

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ عورت جس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم کلام ہو رہی تھی۔ واعمی اللّٰہ تعالی بصرھا عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فروی ان ابابکر قال لھا ھل تری معی احدا فقالت اتھزأ بی لا اری غیرك فسکت ابوبکر ومضت۔ وھی تقول قریش تعلم انی بنت سیدھا۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ نہ سکی گویا اندھی ہو چکی تھی۔ چنانچہ یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو میرے ساتھ کسی کو دیکھتی بھی ہے؟ تو اس نے جواب دیا۔ کیا مجھ سے مذاق کر رہے ہو۔ تمھارے سوا میں

اورکسی کو یہاں نہیں دیکھ رہی ہوں۔ اس پر حضرت صدیق اکبرؓ خاموش ہو رہے اور وہ عورت یہ کہتی چلی گئی کہ سارا قریش جانتا ہے کہ میں قریش کے سردار کی بیٹی ہوں۔" وہ آئی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کج بحثی کرنے کے لئے مگر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔

**حضور اکرم کا ارشاد**

فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لقد حجبنی عنہا ملائکۃ فما رأتنی وکفی اللّٰہ تعالیٰ شرھا۔ اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس عورت سے فرشتوں نے مجھے حجاب میں رکھا۔ جس کے باعث وہ مجھے دیکھ نہ سکی۔ اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھا۔" اگر حفاظت نہ کی جاتی تو نہ معلوم وہ اور کیا کیا شر مچاتی؟ کیونکہ شریر النفس خبیثوں کو سوائے شر اور خبث کے اور کیا سوجھتا ہے لاکھ بھلائیاں ہوں ان کو ایک بھی نظر نہیں آتی۔ اور برائی کچھ بھی نہ ہو تو وہ بہتان تراشی اور دروغ بیانی سے ذرا بھی نہیں چوکتے۔ حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا؟ ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد　　عیب نماید ہنرش درنظر

**حمالۃ الحطب کی دوسری تفسیر**

مفسرین کرام نے حمالۃ الحطب کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ابولہب کی عورت چغلی کھاتی تھی۔ محاورہ عرب میں

"چغل خور" کو حمّال الحطب کہتے ہیں۔ جیسا کہ فارسی میں بھی "چغلخور" کو ہیزم کش کہا جاتا ہے۔ کسی دو شخصوں میں دشمنی ہوتی ہے تو چغلخور ان کی بات اُن کے پاس اور اُن کی ان کے پاس پہنچاتے ہیں۔ گویا عداوت کی آگ میں لکڑیاں ڈال ڈال کر اور تیز کرتے جاتے ہیں۔

حضرت سعدی نے فرمایا :۔

میان دو کس جنگ چوں آتش است　　سخن چین بدبخت ہیزم کش است

کنند این و آں خوش دگر بارہ دل　　وے اندر میاں کوربخت و خجل

میان دو کس آتش افروختن　　نہ عقل است خود در میاں سوختن

ام جمیل کا گھر حضور کے کاشانۂ مبارک سے قریب بلکہ متصل تھا اس لئے یہاں جو کچھ ہوتا اس کی خبر آسانی کے ساتھ ام جمیل کو لگ جاتی۔ اور وہ اس کو آپ کے دشمنوں تک پہنچا دیتی چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب چند روز تک خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوئے اور بوجہ ناسازی مزاج آپ چند روز تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے تو ان خبروں کو اپنی قوم میں پھیلا دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی چغلخوری تھی۔

**تفسیر بالا کا ثبوت** حضرت مجاہد حمّالۃ الحطب کی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔

کانت تمشی بالنمیمۃ (ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم) (ابولہب کی عورت ام جمیل) چغلخوری کیا کرتی تھی"۔ حضرت قتادہ حمّالۃ الحطب کی تفسیر میں

یوں فرماتے ہیں :۔ کانت تنقل الاحادیث من بعض الناس الی بعض (ابن جریر، ابن ابی حاتم) لوگوں کی باتیں دوسروں تک پہنچایا کرتی تھی۔" اِن کی بات اُن کے آگے اور اُن کی اِن کے آگے جیسا کہ چغل خوروں کی عادت ہے۔ مقصد یہی ہوتا ہے کہ آپس میں عداوت اور ناچاقی ترقی کرتی رہے۔ میل ملاپ نہ ہو سکے۔ بہرحال راستہ میں کانٹے بچھانا مراد ہو یا چغلخوری، یہ مذموم عادات اس عورت میں تھے۔ باایں ہمہ وہ اپنا فخر یوں جتاتی تھی۔ انا بنت سید قریش۔ "میں تو قریش کے سردار کی بیٹی ہوں۔" قوم کے سردار کی بیٹی کا یہ حال ہو تو قوم کن صفات کی حامل ہوگی اس کا اندازہ کر لیا جائے۔

**حمّالۃ الحطب کی تیسری تفسیر**

علامہ ابن جریر طبری فرماتے ہیں :۔ حمّالۃ الخطایا والذنوب من قولھم فلان یحطب علی ظھرہ اذا کان یکتسب الآثام والخطایا وانظاھر ان الحطب علیھا مستعار للخطایا بجامع ان کلّا منھا مبدأ الاحراق۔ (روح المعانی) حمّالۃ الحطب کے ایک معنی یہ ہیں کہ وہ خود پر خطاؤں اور گناہوں کو لادتی جا رہی ہے۔ عرب کا محاورہ ہے فلان یحطب علی ظھرہ یعنی فلاں شخص اپنی پیٹھ پر گناہوں اور خطاؤں کا بوجھ لاتا جا رہا ہے۔" گویا یہاں استعارے کے

طور پر حطب سے خطایا مراد لیئے گئے ہیں۔ کیونکہ لکڑیوں اور گناہوں میں ایک امر مشترک پایا جاتا ہے وہ یہ کہ ایندھن ہو یا گناہ دونوں مبدأ احراق ہیں۔ انھیں سے جلانے کا آغاز ہوتا ہے"۔ یہاں اور بھی اقوال ہیں جو مفسرین کرام سے منقول ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ام جمیل کے انجام سے متعلق یہ پیشین گوئی فرمائی:۔

فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ؏ اس کے گلے میں رسی ہے بٹی ہوئی"۔ ع ۵ ۳۶

**فی جیدھا حبل کی تفسیر**

یعنی ایک دن عنقریب ایسا آنے والا ہے کہ ابولہب کی عورت کے گلے میں بٹی ہوئی بہت مضبوط رسی آئیگی پھنسنے والی جس سے اس کا کام تمام ہو جائے گا۔ اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بغض و عناد رکھنے کے باعث آخرت میں بھی یہ پھندا اس کے گلے میں ہوگا جو کبھی چھوٹ نہ سکیگا۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ام جمیل مالدار گھرانے سے تھی اور ایک مالدار شخص (ابولہب) سے بیاہی گئی تھی باوجود اس کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ اسکو اس درجہ بغض و عناد تھا کہ آپ کو اور آپ کے اصحاب کو ایذا پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتی۔ اسی مقصد کے پیش نظر اپنی ذات سے کانٹے چن چن کر لاتی اور خاردار درختوں کی شاخیں کاٹ کاٹ کر لاتی۔ ان کو ایک رسی میں باندھتی پھر اپنی پیٹھ پر لادتی۔ اور اسکو لاتے ہوئے ایک رسی سے لپیٹ کر

اپنی پیشانی کے بل پر اٹھاتی۔ ان تمام کاموں کے باعث راستہ میں تھک جاتی تو کسی پتھر پر گٹھا رکھ کر دم لیتی۔ پھر روانہ ہوتی۔ ایک دن کا اتفاق ایسا ہوا کہ گٹھا پتھر پر رکھ رہی تھی وہ زیادہ بوجھل تھا۔ رسی پیشانی سے اتر کر گلے میں پھانسی کی طرح لگ گئی اور وہیں اس کا کام تمام ہو گیا اور قرآنی پیشین گوئی حرف بحرف صادق ہوئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

## حمالۃ الحطب کی سزا جیسی کرنی ویسی بھرنی

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ عورت چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بغض و عناد رکھنے میں اپنے شوہر ابولہب کی ہر طرح معین و مددگار تھی اس لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اسکے لئے یہ سزا مقرر فرمائی کہ دوزخ میں بھی وہ اپنے شوہر کے ساتھ جلتی رہے۔ اور دوزخ کے خاردار درخت جن کو قرآن کریم میں زقوم اور ضریع کے ساتھ یاد فرمایا گیا ہے ان کو یہ عورت کاٹ کاٹ کر اپنی پیٹھ پر لادتی پھرے۔ اور اس کا شوہر ابولہب جو نار دوزخ میں جلتا رہے گا اس دہکتی آگ میں زقوم اور ضریع کی لکڑیاں ڈال ڈال کر آتش دوزخ کو اس پر تیز کرتی رہے۔

## ام جمیل کا ہار موجب عذاب النار

تفاسیر شریفہ میں یہ بھی ہے کہ ام جمیل کے پاس ایک بیش قیمت ہار تھا جس کو گلے میں ڈال کر پھرا کرتی اور کہتی تھی کہ محمد

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دشمنی میں اسکو خرچ کرڈالوں گی اس پر لات وعزی کی قسمیں بھی کھایا کرتی۔ اس کی پاداش میں اللہ سبحانہ نے یہ سزا تجویز فرمائی کہ اس کا یہ بیش قیمت ہار اس کے کیا کام دے گا۔ اس کو تو ایک کے بدلے دو زبردست ہار پہنائے جانے والے ہیں۔ ایک ہار وہ کہ اسی کے ہاتھ کی بٹی ہوئی رسی اس کے گلے کا ہار بن کر دنیا میں اس کا کام تمام کردے گی۔ دوسرا ہار وہ ہوگا جو دوزخ میں اسکے گلے کا ہار بنا ہوا ہوگا۔ یعنی زقوم اور ضریع کی خاردار لکڑیاں باندھ باندھ کر اور ان کا گٹھا پیٹھ پر لاد کر اور لادتے ہوئے دوزخ کے طوق و اغلال پہن کر جن کی درازی ستر گز کی ہوگی (ذرعھا سبعون ذراعا) اپنے شوہر پر نار دوزخ کو تیز کرتی رہیگی۔ اور یہی عذاب ابدالآباد کے لئے اس کو اور اس کے شوہر کو ملتا رہیگا۔ اعاذنا اللہ منہ۔

**من مسد کی تفسیر**

چنانچہ حضرت عروہ بن زبیرؓ فی جیدھا حبل من مسد کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ سلسلۃ من حدید من نار ذرعھا سبعون ذراعا۔ (ابن جریرؒ ابن ابی حاتمؒ ابن الانباری) لوہے کی ایک زنجیر نار دوزخ میں تپا کر آگ ہی آگ بنی ہوئی ہوگی (وہ ابولہب کی عورت کے گلے کا ہار بنی ہوئی ہوگی) جس کی پیمائش ستر گز کی ہوگی۔" اور حضرت قتادہؓ من مسد کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ من الودع۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ ھی حبال تکون

بمكة ويقال المسد العصا التي تكون بالبكرة ويقال المسد قلادة لها من ودع۔ (ابن جریر، بیہقی، ابن عساکر) مسد سے رسیاں مراد ہیں جو مکہ مکرمہ میں ہوا کرتی ہیں۔ اور مسد اس لکڑی کو بھی کہتے ہیں جو جانوروں کے گلے میں ڈالی جاتی ہے (تاکہ کھیت میں نہ جا سکیں اور کھیت کی دیوار پھاند نہ سکیں)۔

## ابولہب اور اس کی عورت کا انجام

بہرحال ابولہب اور اس کی عورت نے حق کے خلاف اور حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عداوت وعناد کے سلسلہ میں جو کچھ کیا اس کا خمیازہ ان کو دنیا و عقبیٰ میں بھگتنا پڑا۔ ابولہب نے کہا تھا تبالك تمہاری خرابی ہو اور تم پر تباہی و بربادی آئے اور آپ پر دست درازی کے ارادے سے پتھر اٹھائے تھے تو اللہ سبحانہ کا ارشاد ہوا: تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ خود بھی ہلاک و برباد ہو جائے۔" آپ کے خلاف میں مال و دولت اور اپنی اولاد کا زور بتانا چاہا تو ارشاد الٰہی ہوا: مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ۔ "نہ اس کو اس کا مال بے نیاز کر سکا نہ اسکی اولاد" یہ تو دنیا کی ناکامی اور نامرادی ہوئی۔ اور عقبیٰ کی تباہی و بربادی کی نسبت ارشاد ہوا: سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ۔ عنقریب شعلے مارنے والی آگ میں جھونک دیا جائے گا" اور اس کی عورت ام جمیل آپ کی

راہ میں کانٹے بچھانے لگی۔ اور نمّامی وچغل خوری کرنے لگی تو اس کی نسبت ارشاد ہوا: ۔ وَامْرَأَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔ اور اس کی عورت جو (کانٹے بچھانے کے لئے) لکڑیاں کاٹ کران کا گٹھا اٹھالایا کرتی ہے "فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ۔ اس کے گلے میں بٹی ہوئی رسی کی پھانسی پڑنے والی ہے " اور ایسا ہی ہوا۔ اس میں یہ سبق ہے کہ جو کوئی شخص حق کے خلاف پر کمر بستہ ہوجائے اور حضور محبوب خدا کے ساتھ بغض وعناد سے کام لے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت' اپنا ہو یا پرایا' چھوٹا ہو یا بڑا' قوم میں اس کا جیسا بھی اثر ہو اس کا انجام اس طرح تباہی' بربادی' ناکامی اور نامرادی ہے۔ خسر الدنیا والآخرۃ وذلک ھو الخسران المبین اس کی دنیا بھی تباہ وبرباد' اور اس کی آخرت بھی نامراد وناکام۔ لہذا جس کا انجام ایسا ہو یہ کھلے طور پر گھاٹا اور گھاٹا ہی ہے۔ یا حسرۃ علی العباد۔ بندوں کیلئے یہ کیسی حسرت کا مقام ہے؟ سوچو اور سمجھو' پھر خوب سوچو اور سمجھو۔

**ابولہب پر تخفیف عذاب** ایک دن حضرت قطب الاقطاب سید محمد حسینی گیسو دراز' خواجہ بندہ نواز' قدس سرہ العزیز' قرابت حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومناقب بیان فرمارہے تھے۔ اور دنیا وآخرت میں اس کے فوائد ومنافع ارشاد فرمارہے تھے۔ کسی مرید نے عرض کیا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت قریبہ ابولہب کے کیا کام آئی؟ ارشاد ہوا کہ کام آئی۔ وہ اس طرح کہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت عمل میں آئی تو ابولہب کی ایک کنیز جس کا نام ثویبہ اسلمیہ تھا اس نے فرط مسرت سے اس کا مژدہ جانفزا ابولہب کو سنایا جس سے ابولہب کو بڑی خوشی ہوئی اور کمال مسرت سے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کرکے بے ساختہ کہا:۔ اذھبی فانت حرۃ۔ جا' اب تو آزاد ہے"۔ اللہ سبحانہ کا لطف وکرم ابولہب جیسے اشد کافر کے ساتھ جو عذاب دائمی میں گرفتار ہے یہ ہوا کہ ہر دوشنبہ کو اس کی ان انگلیوں میں سے پانی جاری ہوتا ہے اور ان انگلیوں کو منہ میں رکھنے سے ابولہب کو تسکین حاصل ہوتی ہے کچھ نہیں تو یہی راحت وآسائش کیا کم ہے؟ استاذ محترم حضرت مولانا حافظ محمد انوار اللہ خان فضیلت جنگ بہادر علیہ الرحمہ اپنی گراں مایہ تصنیف انوار احمدی میں تحریر فرماتے ہیں:

فرمائے بولہب نے جسکی مذمت میں سورۂ تبت یدا
مژدہ میلاد حضرت جب ثویبہ سے سُنا
ہو کے شاداں فانت حرۃ اذھبی اسکو کہا
ساختہ اس کہنے کے اس کا ہاتھ بھی کچھ پل گیا

عین آتش میں ہے جاری آب اسکے ہاتھ سے
جسکے پینے سے ہے تسکیں پیاس کے صدمات سے

یہ مضمون احادیث شریفہ سے ثابت ہے۔

الحمد للہ کہ سورۂ لہب کی تفسیر ختم ہوئی۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

---